OPEN ACCESS
MA'ARIF-E-ISLAMI (AIOU)
ISSN (Print): 1992-8556
ISSN (Online): 2664-0171
https://mei.aiou.edu.pk

رسول اللہ ﷺ کے حقوق : منتخب عربی ادب سیرت کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Rights of Prophet Muhammad (S.A.W) Research and Analytical Study of Selected Seerah Literature in Arabic

محمد رفیق

پی ایچ ڈی سکالر، لیکچرار شعبہ حدیث وعلوم حدیث، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

ڈاکٹر محمد سعد صدیقی

پروفیسر/ڈائریکٹر ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

Abstract

To believe in Prophecy of Muhammad (S.A.W) and to love him (S.A.W) is the basic and the fundamental right of Muhammad (S.A.W) on a Muslim and the first obligation of Islam. Without it neither the monolatry of Allah Almighty is reliable nor the faith and conduct. There are two levels of love of Muhammad (S.A.W). The least is that a Muslim has some love of Prophet (S.A.W) in his heart because a person who does not have the love of Muhammad (S.A.W) is deprived of faith and the perfect level is to love Muhammad (S.A.W) more than every thing. Because Muhammad's (S.A.W) personality is like a candle and the source of promotion and awareness through which the whole humanity earned the wealth of faith and believe, knowledge and philosophy and the right religion. So any kind of welfare and prosperity cannot be achieved by turning away from Muhammad (S.A.W). Several rights of Muhammad (S.A.W.) are defined in Quran and Sunnah. Muslims must be aware of them. Due to this significance, from early centuries of Islam many Muslim scholars and meditators wrote books about this topic with different titles and methodologies like Kutub-e-Maghazi, Kutub-e-Seerat, Kutub-e-Dalail, Kutub-e-Aalaam, Kutub-e-Moajizaat and Kutub-e-Shamail etc. In this perspective especially Sharaf-ul- Mustafa of Imam Abu Saad Al- Kharkoshi, Al-Shifa of Qazi Ayyaaz and Al-Saarim Al-Maslool of Imam Ibn-e-Timiyah are worth mentioning. They discussed different rights of Muhammad (S.A.W) with detail and reasons in their books. Among these books " Al-Shifa Fi Taarif Huqooq Al-Mustafa" of Qazi Ayyaz got much appreciation than any other. Due to the appropriateness with theme, knowledge and literary status the three mentioned books are selected, studied and analyzed in this article.

محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان اور ان سے محبت ایک مسلمان پر رسول انور ﷺ کا سب سے اہم وبنیادی حق اور دین اسلام کی شرط اول ہے۔اس کے بغیر نہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی توحید معتبر ہے اور نہ ہی ایمان و عمل۔ محمد رسول ﷺ کی محبت کے دو درجات ہیں : ادنیٰ درجہ اور اعلیٰ وکامل درجہ۔ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے نفسِ محبت ہو اس لئے کہ جس شخص کے دل میں رسول اکرم ﷺ کے لئے نفسِ محبت موجود نہیں وہ مطلّقا ایمان سے محروم ہے اور اعلیٰ درجہ رسول انور ﷺ سے کامل محبت کا ہے جس کا ذکر حضرت عمر والی حدیث میں موجود ہے؛اس لئے جس شخص کے دل میں رسول

انور ﷺ کی کامل واکمل محبت نہیں وہ ایمانِ کامل کی سعادت سے محروم ہے۔ کیونکہ رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی ہی وہ روشن چراغ اور منبع رشد وہدایت ہے جس کے ذریعہ پوری انسانیت کو ایمان وایقان، علم وعرفان اور دین حق کی دولت نصیب ہوئی۔اس لئے آپ ﷺ سے بےاعتنائی اختیار کر کے کسی قسم کی فلاح اور سعادت حاصل نہیں کی جاسکتی۔قرآن وسنت میں اللہ کے رسول ﷺ کے بہت سے حقوق متعین کیے گئے ہیں، جن سے ہر مسلمان کا آگاہ ہونا ضروری ہے۔حقوق الرسول ﷺ کی اسی اہمیت کے پیش نظر قرون اولیٰ سے ہی اس موضوع کے متعلق مسلمان علماء ومفکرین نے مختلف عناوین واسالیب سے کتابیں تحریر کیں جیسے کتب مغازی، کتب سیرت، کتب دلائل، کتب اعلام، کتب معجزات ،کتب شمائل وغیرہ۔اس ضمن میں بطور خاص امام ابوسعد الخرکوشی کی شرف المصطفیٰ، قاضی عیاض کی الشفااور امام ابن تیمیہ کی الصارم المسلول قابل ذکر ہیں انہوں نے اپنی کتابوں میں رسول اکرم ﷺ کے مختلف حقوق پر مفصل اور مدلل گفتگو کی ہے، لیکن ان میں بھی جو شہرت اور پذیرائی قاضی عیاض کی کتاب "الشفا فی تعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ " کو نصیب ہوئی وہ کسی دوسری کتاب کو نہیں ہو سکی۔موضوع کے ساتھ مناسبت اور علمی وادبی مقام کی وجہ سے مذکورہ تینوں کتابوں کا انتخاب کر کے مقالہ میں اس حوالے سے تحقیقی اور تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔

مقالہ کا بنیادی سوال

قرآن وسنت اور منتخب عربی ادب سیرت میں حقوق الرسول ﷺ کیا ہیں؟ان کے متعلق کیا کیا تعلیمات وہدایات موجود ہیں؟اور ان سے استفادہ کیونکر ممکن ہے؟

مقالہ کا اسلوب

مقالہ ہذا تمہید اور تین مباحث پر مشتمل ہے۔مقالہ کا اسلوب بیانیہ ہے جس میں موقع ومحل کی مناسبت سے تخریج ، تحقیق اور تجزیہ شامل ہے۔آخر میں نتائج وسفارشات ذکر کی گئی ہیں۔

حق کا لغوی واصطلاحی مفہوم

احمد بن فارس تحریر کرتے ہیں:

"(حَقَّ) الْحَاءُ وَالْقَافُ أَصْلٌ وَاحِدٌ، وَهُوَ يَدُلُّ عَلَى إِحْكَامِ الشَّيْءِ وَصِحَّتِهِ. فَالْحَقُّ نَقِيضُ الْبَاطِلِ... وَيُقَالُ حَقَّ الشَّيْءُ وَجَبَ."[1]

(حاء اور قافِ مضعّف حقّ: کا ایک ہی بنیادی معنی ہے جو کسی چیز کے مضبوط کرنے/ہونے اور اس کے صحیح اور ثابت ہونے پر دلالت کرتا ہے۔حق باطل کا متضاد ہے۔کہاجاتا ہے حَقَّ الشَّيْءُ: جب کوئی چیز ثابت، واجب اور ضروری ہو جائے)

ابن منظور تحریر کرتے ہیں:

"والحَقُّ وَاحِدُ الحُقوق...وَفِي الْحَدِيثِ:أَنَّهُ (إِنَّ اللهَ) أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، وَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ[2] أَيْ حظَّه ونَصِيبَه الَّذِي فُرِضَ لَهُ ... والحَقَّةُ والحِقَّةُ أخصُّ مِنْهُ،(كَأَنَّهَا أوجبُ وَأَخصُّ) وهُوَ فِي مَعْنَى الحَق."[3]

(حق مفرد ہے اور اس کی جمع حقوق ہے۔ حدیث مبارکہ میں آتا ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حصہ دے دیا ہے، اور وارث کے لئے وصیت کرنا جائز نہیں ہے۔ یعنی اس کا مقرر شدہ حصہ اور فرض کیا ہوا نصیب دے دیا ہے۔ حَقَّہٗ اور حِقَّہٗ اس سے زیادہ خاص ہیں اور حق کے معنیٰ میں ہیں۔)

انہی الفاظ کے ساتھ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے ''وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ'' (اور ان کے مال و دولت میں سائلوں اور نہ مانگنے والوں (سفید پوشوں) کا (باقاعدہ) حق (حصہ) ہوتا تھا۔)

اور رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ"[5]

(مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔)

لغت اور قرآن وحدیث کے ان نصوص سے یہ معلوم ہوا کہ حق کا لفظ جب لام کے صلہ اور اضافت کے ساتھ استعمال ہو تو اس سے مراد: کسی فرد یا جماعت کا وہ متعین اور مقرر شدہ حقیقی یا معنوی حصہ (چیز) جو فریق ثانی یا معاشرے کے دیگر افراد کی طرف سے اسے ملنا چاہیے۔[6] اور وہ چیز ہر حال میں اس کو دینی چاہیے۔ اسی معنی و مفہوم میں یہ اصطلاحیں استعمال ہوتی ہیں: حقوق اللہ، حقوق الرسول، حقوق العباد، حقوق الوالدین، حقوق الاولاد وغیرہ۔

حقوق الرسول ﷺ اور اس کی اہمیت

شریعت اسلامیہ میں حقوق الرسول سے مراد نبی امی ﷺ کے امتیازات کی وجہ سے وہ خصوصی احکام اور فرائض و ذمہ داریاں ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کی ناموس کی خاطر مسلمانوں پر فرض فرمائی ہیں۔ ان کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود ان حقوق کو قرآن کریم کی متعدد آیات اور مختلف مقامات پر بڑے واضح انداز میں بیان فرمایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ"[7]

(اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھا کرو۔)

اس آیت کریمہ میں تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ کسی بھی حقیقی یا معنوی معاملہ میں رسول اللہ ﷺ سے آگے بڑھنا درست نہیں ہے۔

"يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ"[8]

(اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو)

اس آیت کریمہ میں رسول انور ﷺ کا ادب واحترام اور آپ ﷺ کے ساتھ گفتگو کرنے کے آداب سکھائے گئے ہیں۔ یہ سب رسول انور ﷺ کے حقوق ہیں جن کی تعلیم خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے دی ہے اور آپ ﷺ کے حقوق بجانہ لانے والے پر لعنت فرمائی اور ان کے لئے شدید وعید سنائی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

''إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا''[9]

"(جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیف پہنچاتے ہیں اللہ نے دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے ایسا عذاب تیار کر رکھا ہے جو ذلیل کر کے رکھ دے گا۔)"

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾[1]

"(اور نہ ہی اس کے سامنے اس طرح اونچی آواز سے بولو جیسے تم ایک دوسرے سے بولتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہو)"

ان آیات کریمہ میں تصریح ہے کہ جو شخص رسول انور ﷺ کے حقوق میں کمی یا کوتاہی کرے گا اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی لعنت ہے، ہو سکتا ہے اس کی وجہ سے اس کے نیک اعمال ہی ضائع ہو جائیں اور اسے خبر تک نہ ہو۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ذَلِكَ خَيْرٌ لَكُمْ وَأَطْهَرُ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾[1]

(اے ایمان والو! جب تم رسول سے تنہائی میں کوئی بات کرنا چاہو تو اپنی اس تنہائی کی بات سے پہلے کچھ صدقہ کر دیا کرو۔ یہ طریقہ تمہارے حق میں بہتر اور زیادہ ستھرا ہے۔ ہاں اگر تمہارے پاس (صدقہ کرنے کے لیے) کچھ نہ ہو تو اللہ بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔)

مسلمانوں کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ وہ آپ ﷺ سے خلوت اور تنہائی میں گفتگو اور مناجات کریں جس سے اہل باطل اور منافقین کو بھی موقع مل جاتا تھا اور وہ صرف پریشان کرنے کے لئے حضور ﷺ سے تنہائی میں گفتگو کیا کرتے تھے، اس سے مخلص مسلمانوں کو شدید تکلیف ہوتی تھی۔ اس پریشانی کو ختم کرنے کے لئے اللہ جل شانہ نے یہ حکم دیا کہ آپ ﷺ سے تنہائی میں بات کرنے سے قبل صدقہ دیا کرو۔[2] بہرحال یہ حکم شاق تھا اس لئے جلد ہی منسوخ کر دیا گیا لیکن اس سے واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک رسول اکرم ﷺ کے حقوق میں ادنیٰ سی کوتاہی، بے ادبی اور گستاخی بھی ناقابل قبول ہے۔ ذیل میں رسول اکرم ﷺ کے اہم حقوق بیان کیے جاتے ہیں جنہیں کافی عرق ریزی کے بعد منصہ شہود پر لایا گیا ہے:

(۱) رسول اکرم ﷺ کے حقوق میں سب سے پہلا حق آپ ﷺ پر ایمان لانا ہے۔
(۲) قرآن کریم کو اللہ کی طرف سے آپ ﷺ پر نازل شدہ وحی تسلیم کرنا ہے۔
(۳) رسول اکرم ﷺ کو گناہوں سے معصوم اور پاک وصاف ماننا ہے۔
(۴) رسول اکرم ﷺ کے معجزات اور ختم نبوت پر ایمان لانا ہے۔
(۵) رسول اکرم ﷺ سے محبت کرنا ہے۔
(۶) رسول اکرم ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری اور اتباع کرنا ہے۔

(۷) رسول اکرم ﷺ کو افضل الانبیاء ماننا، آپ ﷺ کا احترام اور ادب و تعظیم کرنا ہے۔
(۸) رسول اکرم ﷺ پر درود وسلام بھیجنا ہے۔
(۹) رسول اکرم ﷺ کی کسی بھی قسم کی توہین سے بچنا ہے۔
(۱۰) رسول اکرم ﷺ کے پیغام اور دعوت کی ہر ممکن تبلیغ واشاعت کرنا ہے۔

ان تمام حقوق پر مفصل و مدلل بحث کرنے کے لئے ایک مقالہ ناکافی ہے اس لئے اس مقالہ میں صرف ایک حق '' محبت رسول ﷺ " کا انتخاب ایمان کے بعد اس کی انتہائی اہمیت کی وجہ سے کر کے اس کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے

مبحث اول: محبت کی لغوی واصطلاحی تحقیق

قاضی عیاضؒ نے رسول انور ﷺ کی محبت کے حوالے سے مختلف امور سے بحث کی ہے لیکن محبت کے لغوی معنی بیان نہیں کیے چنانچہ اس مبحث میں محبت کے لغوی اور اصطلاحی مفہوم کی وضاحت کی گئی ہے:

محبت کا لغوی مفہوم

احمد بن فارس مقاییس اللغۃ میں تحریر کرتے ہیں:

'' (حَبَّ) الْحَاءُ وَالْبَاءُ أُصُولٌ ثَلَاثَةٌ، أَحَدُهَا اللُّزُومُ وَالثَّبَاتُ، وَالْآخَرُ الْحَبَّةُ مِنَ الشَّيْءِ ذِي الْحَبِّ، وَالثَّالِثُ وَصْفُ الْقِصَرِ. وَمِنْ هَذَا الْبَابِ حَبَّةُ الْقَلْبِ: سُوَيْدَاؤُهُ، وَيُقَالُ ثَمَرَتُهُ.'' [۱۳]

حاءُ اور باء (حَبَّ) کے تین بنیادی معانی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:

اللُّزُومُ وَالثَّبَاتُ: لزوم اور ثبات یعنی جمنا اور ٹھہرنا

وَالْآخَرُ الْحَبَّةُ مِنَ الشَّيْءِ ذِي الْحَبِّ: کسی بھی دانے دار چیز کا دانہ

وَصْفُ الْقِصَرِ: کمی، کوتاہی، اختصار، قلیل اور چھوٹے ہونے کو بیان کرنا

(الْحَبُّ): حا کے فتحہ کے ساتھ معروف ہے جو گندم یا جو وغیرہ کے دانوں کو کہا جاتا ہے، اس کا مفرد الحَبَّۃ۔ اور (الْحِبُّ): کسرہ یعنی حا کے زیر کے ساتھ ریحان (ایک خوشبو دار پھول) کے بیجوں کو کہا جاتا ہے اور اس کی مفرد حِبَّةٌ بکسر الحا ہے۔ بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو دانے دار ہو اس کے ایک دانے کو (حِبَّةٌ) اور زیادہ کو (الْحِبُّ) کہتے ہیں سوائے گندم اور جو کے کہ اس کے لئے صرف (الْحُبُّ اور الحَبَّة) ہی استعمال ہوتا ہے۔ اسی سے ہے (حَبَّةُ الْقَلْبِ [۱۴]) سویدائے دل ،اور کہا جاتا ہے (ثَمَرَةُ القلب أي مُهجَتُه) دل کا پھل یعنی روح قلب۔

ابن منظورؒ تحریر کرتے ہیں:

'' (وأَحَبَّهُ): فَهُوَ مُحِبٌّ، وَهُوَ مَحْبُوبٌ، عَلَى غَيْرِ قِيَاسٍ هَذَا الأَكثر، وَقَدْ قِيلَ مُحَبٌّ، عَلَى القِيَاس.'' [۱۵]

أَحَبَّهُ کا معنی ہے اس نے اس سے محبت کی، اس کا اسم فاعل باب افعال سے مُحِبٌّ مستعمل ہے جب کہ اسم مفعول مجرد سے علی غیر القیاس مَحْبُوبٌ استعمال ہوتا ہے اور کبھی قیاس اور قاعدہ کے مطابق مُحَبٌّ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔)

مذکورہ بالا ائمہ لغات کے اقوال سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے:

محبت نام ہے--دل کا کسی کی طرف میلان رکھنا، اس کو اوروں پر ترجیح دینا، اس سے اپنا اظہار پسندیدگی کرنا۔

محبت کا اصطلاحی مفہوم

ابن حجرؒ عسقلانی[16] محبت کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وحقيقة المحبة عند أهل المعرفة من المعلومات التي لا تحد،وإنما يعرفهامن قامت به وجدانا ولايمكن التعبير عنها"[17]

(محبت اہل معرفت کے نزدیک ان علوم و معارف میں سے ہے جس کی تعریف نہیں کی جاسکتی، اس کو وہی جان سکتا ہے جسے محبت ہوئی ہو، اس کے وجود کو محسوس کیا جاسکتا ہے لیکن الفاظ میں اس کی تعبیر کرنا اور اسے بیان کرنا مشکل ہے۔)

اس کا اظہار عربی شاعر محمد بن بختیار المُعَرُوف باأبلہ البَغْدَادِیّ والعراقی نے ان الفاظ میں کیا ہے:

ما(لا) يعرف الشوق إلا من يكابده *** ولا الصبابة الا من يعانيها"

(جس نے شوق کی حرارت اور تڑپ نہیں جھیلی وہ شوق کیا جانے *** اور جس نے محبت نہیں کی اسے محبت کی کیا خبر)

ابن قیمؒ بھی اسی کے قریب قریب فرماتے ہیں:

"لا تحد المحبة بحد أوضح منها، فالحدود لا تزيدها إلا خفاء وجفاء،فحدها وجودها.ولا توصف المحبة بوصف أظهرمن المحبة،"[19]

محبت کی خود لفظ محبت سے زیادہ اچھی تعریف نہیں کی جاسکتی کیونکہ تعریفات اسے واضح کرنے کی بجائے اور زیادہ مجہول بناتی ہیں، اس کا پایا جانا ہی اس کی تعریف ہے، محبت کی تعریف محبت کے وصف سے زیادہ اچھے اور کسی وصف کے ساتھ نہیں کی جاسکتی۔ امام راغب اصفہانی محبت کا اصطلاحی مفہوم یوں بیان فرماتے ہیں:

"والمحبّة: إرادة ما تراه أو تظنّه خيرا"[20]

(محبت کا مطلب ہے کسی چیز کو اچھا اور بہترین سمجھ کر اس کا ارادہ کرنا یا اسے چاہنا ہے۔)

قاضی عیاض محبت کا مفہوم یوں بیان فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ سے محبت کے معنی اور اس کی حقیقت کے بارے میں اہل علم حضرات نے مختلف انداز اختیار فرمائے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت سے کیا مراد ہے؟ ان حضرات کے اقوال کے معانی اور مطالب تو ایک ہی ہیں لیکن ہر شخص نے اپنے انداز فکر کے مطابق مختلف الفاظ اور تعبیرات میں اپنا مفہوم بیان کیا ہے۔ قاضی عیاضؒ مختلف تعریفات ذکر کرنے کے بعد خود محبت کی تعریف یوں کرتے ہیں:

''وَحَقِيقَةُ المحَبَّةِ المَيْلُ إلى مَا يُوَافِقُ الْإِنْسَانَ"[21]

(محبت کی حقیقت دراصل یہ ہے کہ دل اس طرف مائل ہو جو انسان کے مطابق و موافق ہو۔)

لغوی اور اصطلاحی مفہوم میں مناسبت

امام ابن قیمؒ لفظ حب اور محبت کے مختلف لغوی معانی ذکر کرنے کے بعد محبت کا اپنے اصلی لغوی معنی کے ساتھ مناسبت اور تعلق بتاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: محب اور عاشق کا دل بھی اپنے محبوب اور معشوق کے لئے بالکل صاف ستھرا ہوتا ہے اور ہمیشہ اس کے ساتھ لگا اور چمٹا رہتا ہے اور اس کے لئے دھڑکتا ہے، جس طرح کانوں میں بالی، اور بندا ہر وقت حرکت کرتا رہتا ہے اسی طرح محب اور عاشق بھی ہر وقت مضطرب، بے چین اور پریشان رہتا ہے۔ جس طرح گھڑا جب بھر جاتا ہے تو اس میں مزید بالکل گنجائش نہیں ہوتی اسی طرح محبت کرنے والے کا دل کسی کی محبت سے جب لبریز ہو جاتا ہے تو اس میں مزید کسی اور کے لئے گنجائش باقی نہیں ہوتی، جس طرح چارچوبہ گھڑے اور مٹکے کا وزن خاموشی کے ساتھ اٹھاتا ہے اسی طرح محب بھی محبت کی راہ میں تمام تکالیف خاموشی کے ساتھ برداشت کرتا ہے۔[۲۲]

"وقيل: مأخوذة مِن ا لحَبابِ (بفتح الحاء)، وهو مايَعلو الماءَ عند المطرِ الشديدِ، فعلى هذا المحبةُ: غَليانُ القلبِ وثَورَانُه عند الاهتياج إلى لقاءِ المحبوب"[۲۳]

"(ابن قیمؒ فرماتے ہیں: یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ا لحَبابِ سے مأخوذ ہے جس طرح شدید بارش کی وجہ سے سطح آب پر بلبلے ابھرنے لگ جاتے ہیں اسی طرح محبت کرنے والے کے دل میں بھی جب کسی کی محبت جوش مارتی ہے تو اس کا دل محبوب کی دید کے اشتیاق میں مچل کر بے قرار ہو جاتا ہے۔)"

سید علی ہجویریؒ محبت کی لغوی مناسبت تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

عرب سویدائے قلب جو محبت کا محل ہے کو "حبۃ القلب" کا نام دیتے ہیں اور آنکھ کی پتلی جو رؤیت اور دید کا محل ہے اس کو "حبة العين" کہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آنکھ اور دل محبت میں برابر کے شریک اور مقارن ہیں، عرب شاعر کہتا ہے:

القلبُ يَحسُدُ عيني لَذّةَ النظَرِ والعينُ تَحسُد قلبي لذّةَ الفِكرِ[۲۴]

(دل میری آنکھ سے لذت نظر پر حسد کرتا ہے، اور آنکھ میرے دل سے لذت فکر پر حسد کرتی ہے)

محبت کی اقسام

ذیل میں امام راغب اصفہانیؒ اور قاضی عیاضؒ کی بیان کردہ اقسام محبت بیان کی جاتی ہیں:

امام راغب اصفہانیؒ بیان کرتے ہیں کہ محبت تین قسم پر ہے:

الف۔ کبھی محبت محض لطف اندوزی کے لیے ہوتی ہے جیسے مرد کسی عورت سے محبت کرتا ہے اور اس آیت کریمہ میں محبت کی یہی قسم مراد ہے۔ ﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا﴾"[۲۵]

اور وہ اللہ کی محبت کی خاطر مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

ب۔ کبھی اپنی ذات کے فائدے اور نفع کے لیے کسی چیز سے محبت کی جاتی ہے جیسے انسان کسی نفع بخش اور مفید چیز سے محبت کرتا ہے اور اس آیت کریمہ "وَأُخْرَى تُحِبُّونَهَا نَصْرٌ مِنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ"[۲۶] میں یہی محبت مراد ہے۔

اور ایک اور چیز تمہیں دے گا جو تمہیں پسند ہے (اور وہ ہے) اللہ کی طرف سے مدد، اور ایک ایسی فتح جو عنقریب حاصل ہو گی۔

(ج) اور کبھی محض فضل و شرف علم و کمال کے سبب سے ہوتی ہے جیسے اہل علم و فضل آپس میں محض علم و فضل اور کمال کی وجہ سے محبت کرتے ہیں۔

قاضی عیاض حدیث أَنَس بْن مَالِكٍ ''لا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ'' کے ضمن میں وجوبِ محبت رسول ﷺ کے تحت محبت کی یہ تین اقسام تحریر کرتے ہیں:

"أقسام المحبة ثلاثة، محبة إجلال وإعظام كمحبة الوالد؛ ومحبة رحمة وإشفاق كمحبة الولد، ومحبة مشاكلة واستحسان كمحبة الناس بعضهم بعضاً، فجمع صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذلك كله في محبته." [۲۷]

محبت کی تین اقسام ہیں: (۱) تعظیم و تکریم کے لئے محبت کرنا جیسے والد کی محبت۔ (۲) رحمت و شفقت اور مہربانی کی محبت جیسے بیٹے کی محبت۔ (۳) ہم جنس اور ہم مزاج ہونے یا ظاہری و معنوی حسن و جمال، پسند کرنے اور اچھا سمجھنے کی وجہ سے محبت، جیسے لوگ ایک دوسرے سے کیا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ تمام اقسام اپنی ذات کی محبت میں جمع فرمادیں۔

قاضی عیاض کی اس حدیث شریف سے استنباط کردہ اقسام محبت امام راغبؒ کی بیان کردہ اقسام سے مختلف ہیں ان میں رسول اکرم ﷺ کی تعظیم و تکریم کا پہلو زیادہ ہے۔ اس لئے کہ اس میں عظمت و شفقت اور حقیقی و معنوی حسن و کمال کی وجہ سے ہر طرح کی محبت شامل ہو گئی ہے۔

حقیقتِ محبت

ابن تیمیہ محبت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

''وأصل الحب قوة في القلب تحرك إرادة الإنسان لتحصيل المحبوبات أصلا،ودفع المكروهات تبعا،فتميل النفس إلى الشيء إن كان محبوبا وتنفر عنه إن كان مكروها" [۲۸]

(محبت کی اصل دل میں ایک سبب ،داعیہ اور قوت ہے جو انسان کے ارادے کو محبوبات کو حاصل کرنے اور مکروہات کو دور کرنے کی طرف متحرک کرتی ہے۔ اس لئے دل اس چیز کی طرف مائل ہو جاتا ہے جو محبوب ہوتی ہے اور اس چیز سے نفرت کرتا ہے جو ناپسندیدہ ہوتی ہے۔)

نبی کریم ﷺ کے حقوق میں سے

آپ ﷺ سے محبت کرنا بھی ہے یعنی مسلمان کے دل کا میلان رسول انور ﷺ کی طرف ایسے طریقے پر ہو جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ حضور ﷺ کی ذات گرامی اسے ہر محبوب چیز سے زیادہ محبوب اور عزیز ہے، یعنی نبی کریم ﷺ اپنے فضل و کمال ،اعلی شان ،جود و نوال اور حسن و جمال کے سبب کسی بھی مسلمان کو اپنی جان و مال ،ماں باپ ،اولاد اور دیگر سب اشیاء سے بڑھ کر محبوب ہیں۔ جب تک کسی انسان کو رسول اکرم ﷺ سے محبت کا یہ درجہ حاصل نہ ہو وہ ایمان کی حلاوتوں اور کمال سے محروم رہتا ہے۔ حقیقت میں اللہ تعالی اور رسول ﷺ سے یہی محبت ہی اطاعت ،اتباع نبوی ، مقصد بعثت کی

تکمیل میں شراکت اور دین اسلام سے بے پناہ تعلق اور وابستگی کا سبب بنتی ہے، اس لئے قرآن وسنت میں بڑی تاکید کی گئی ہے کہ اہل ایمان پر لازم ہے کہ وہ ہر چیز سے بڑھ کر اللہ اور نبی کریم ﷺ سے محبت کریں۔ ارشاد ربانی ہے:

''قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ''[۲۹]

"(اے پیغمبر! لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔)"

قاضی عیاض الشفا میں اسی آیت کریمہ کی وضاحت کرتے ہوئے زجّاجؒ کا قول نقل کرتے ہیں:

''قَالَ الزَّجَّاجُ مَعْنَاهُ''إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ''أَنْ تَقْصِدُوا طَاعَتَهُ فافْعَلُوا مَا أَمَرَكُمْ بِهِ،إِذْ مَحَبَّةُ الْعَبْدِ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ طَاعَتُهُ لَهُمَا وَرِضَاهُ بِمَا أَمَرَا وَمَحَبَّةُ اللَّهِ لَهُمْ عَفْوُهُ عَنْهُمْ وَإِنْعَامُهُ عَلَيْهِم بِرَحْمَتِهِ، وَيُقَالُ الْحُبُّ مِنَ اللهِ عِصْمَةٌ وَتَوْفِيقٌ وَمِنَ الْعِبَادِ طَاعَةٌ، كَمَا قَالَ الْقَائِلُ:

تَعْصِي الإِلَهَ وَأَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهُ؟ *** هَذَا لَعَمْرِي فِي الْقِيَاسِ بَدِيعُ!''[۳۰]

(زجّاج کا فرمانا ہے کہ: آیۃ کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمہارا قصد و ارادہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طاعت اور فرمانبرداری کا ہے تو پھر وہ سب کچھ کرو جس کا اس نے حکم دیا ہے کیونکہ مسلمان کی طرف سے اللہ اور رسول کی محبت کا مطلب ان دونوں کی اطاعت اور فرمانبرداری اور ان کے احکام پر رضامندی اور خوشنودی ہی ہے اور اللہ کی طرف سے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ انہیں معاف فرمائے اور ان پر اپنی رحمت کے ساتھ انعام واحسان فرمائے۔ اس کی وضاحت یوں بھی کی گئی ہے کہ: "الْحُبُّ مِنَ اللهِ عِصْمَةٌ وَتَوْفِيقٌ" محبت اللہ کی طرف سے حفاظت اور توفیق ہے، "وَمِنَ الْعِبَادِ طَاعَةٌ" اور بندوں کی طرف سے اطاعت وفرمانبرداری ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے: تم اللہ کی نافرمانی کرتے ہو اور اس سے محبت کا اظہار بھی کرتے ہو، خدا کی قسم یہ بڑی حیرانگی کی بات ہے۔)

امام راغبؒ آیت کریمہ: "فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ"[۳۱] کے تحت تفسیر کرتے ہوئے اللہ کی بندے کے ساتھ اور بندے کی اللہ کے ساتھ محبت کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: "فمحبّة الله تعالى للعبد إنعامه عليه،ومحبّة العبدله طلب الزّلفى لديه.''[۳۲]

(اللہ کی اپنے بندے کے ساتھ محبت یہ ہے کہ وہ اس پر احسان واکرام کرے اور بندے کی اللہ کے ساتھ محبت یہ ہے کہ وہ اس کا قرب حاصل کرے۔)

خلاصہ یہ ہے کہ دل کا کسی چیز سے محبت کرنا یا نفرت کرنا یہ فطری یا کسبی ادراک کی بنیاد پر ہوتا ہے اس لئے محبت ادراک ومعرفت کا نتیجہ ہے جتنی کامل معرفت ہوگی اتنی زیادہ محبت ہوگی اور جتنی معرفت میں کمی ہوگی اتنی ہی محبت میں کمی ہوگی۔ جب انسان کے وسائل معرفت وادراک سلیم اور درست ہوں تو یہ فائدہ مند اور نفع مند چیزوں سے محبت کرتا ہے ورنہ نقصان دہ اور فاسد وخراب چیزوں کو بھی فائدہ مند سمجھ کر ان سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔

مبحث دوم: لزوم اور وجوب محبت رسول ﷺ اور اس کے دلائل

مطلب اول: لزوم اور وجوب محبت رسول ﷺ

ہر مسلمان پر یہ فرض اور لازم ہے کہ وہ اللہ کے رسول سے دل وجان سے محبت کرے اور دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز و محبوب رکھے۔ رسول انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہی جوہر ایمان اور حقیقت ایمان ہے اور اس کا تعلق دل سے ہے۔ قرآن کریم میں اللہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو واجب قرار دیا ہے ارشاد ربانی ہے:

﴿النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾ [33]

(بلاشبہ نبی مومنوں کے لئے ان کی اپنی ذات سے بھی مقدم ہے)

اور اس محبت کے لئے جو معیار اور کسوٹی (Standard) مقرر کی گئی ہے اس کی وضاحت قرآن میں یوں کی گئی ہے:

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾ [34]

"(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مسلمانوں سے) (کہہ دو کہ: اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، اور تمہارا خاندان، اور وہ مال و دولت جو تم نے کمایا ہے اور وہ کاروبار جس کے خسارے کا تمہیں اندیشہ ہے، اور وہ رہائشی مکان جو تمہیں پسند ہیں، تمہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، اور اس کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ صادر فرمادے۔ اور اللہ نافرمان لوگوں کو منزل تک نہیں پہنچاتا۔)"

اس آیت مبارکہ میں تقابل کے طور پر جن آٹھ (۸) چیزوں کا ذکر فرمایا گیا ہے وہ سب انسان کے محبوب رشتے اور پسندیدہ چیزیں ہیں۔ اگر ان سے محبت کی نفی کو ایمان کے لیے لازم قرار دیا گیا ہوتا تو خلافِ فطرت ہوتا۔ ان چیزوں کے محبوب ہونے کو ایمان کی ضد قرار نہیں دیا گیا بلکہ اللہ، اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کی راہ میں جہاد کے مقابلے میں محبوب ترین ہونے کو ایمان کے منافی فرمایا گیا ہے۔ گویا تمہارا محبوب کوئی بھی ہو سکتا ہے لیکن محبوب ترین صرف تین چیزیں ہونی چاہئیں، یعنی اللہ کی ذات عالی صفات، اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی اور راہِ خدا میں جہاد۔

قاضی عیاض اسی آیت کریمہ کے تحت محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجوب اور لزوم پر استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فَكَفى بِهذَا حضا وَتَنْبِيهًا وَدِلَالَةً وَحُجَّةً عَلَى إِلْزَامِ مَحَبَّتِهِ وَوُجُوب فرضها [35] ... إِذْ قَرَّعَ تَعَالَى من كَانَ مَالُهُ وَأَهْلُهُ وَوَلَدُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ اللَّه وَرَسُولِهِ وَأَوْعَدَهُمْ ... ثُمَّ فَسَّقَهُمْ بِتَمَامِ الآيَةِ وَأَعْلَمَهُمْ أَنَّهُمْ من ضَلَّ وَلَمْ يَهْدِهِ اللَّه۔" [36]

(یہ آیت کریمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی اہمیت، اس کے لازم ہونے اور اس محبت کے فرض ہونے کے وجوب کو بیان کرنے کے لیے کافی ہے نیز اس بات کو بھی ظاہر کرتی ہے کہ اس محبت کی اصل مستحق ذات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہے، اور اس آیت میں ترغیب اور تنبیہ و سرزنش بھی ہے کہ جن لوگوں نے اپنی اولاد اور اپنے مال وغیرہ کی محبت کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پر فوقیت دی تو وہ اللہ کے عذاب کا انتظار کریں۔ اور پھر اللہ نے آیت کریمہ کے آخر میں ایسے لوگوں کو فاسقوں اور گمراہوں میں شامل فرمایا جنہیں بارگاہ الٰہی سے ہدایت نصیب نہیں ہوئی۔)

جہاں تک اس اشکال کا تعلق ہے کہ اللہ، اس کا رسول اور جہاد بیک وقت یہ سارے کیسے سب سے زیادہ محبوب ہو سکتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اصل میں یہ سب محبتیں ایک ہی محبت کا مجموعہ ہیں اور وہ ہے اللہ سے محبت ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾"[۳۷]

(اور جو لوگ ایمان لا چکے ہیں وہ اللہ ہی سے سب سے زیادہ محبت رکھتے ہیں)

اس آیت کریمہ سے یہ معلوم ہوا کہ اصل محبت اور احبیّت[۳۸] اللہ ہی سے ہے اور اسی کے لئے ہے پھر اس کی محبت اور حکم کی وجہ سے اللہ کے رسول اور جہاد سے محبت ہے۔علامہ اسماعیل حقی حنفیؒ تفسیر روح البیان میں اس کی مزید وضاحت سورۃ الزمر کی آیت نمبر ۴۴ "قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا"[۳۹] کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"ان محبة الرسول عليه السلام مندرجة فى محبة الله تعالى فمن أحب الله حبا حقيقيا أحب الله ان يأذن لحبيبه فى شفاعته ومن أحب رسول الله من غير محبة الله لم يؤذن له فى الشفاعة"[۴۰]

(نبی کریم ﷺ سے محبت دراصل اللہ سے محبت کا ایک روپ ہے۔جو اللہ سے حقیقی محبت کرے گا اللہ اسی کے متعلق اپنے محبوب ﷺ کو اذن دے گا کہ وہ اس کی شفاعت کرے۔اور جو رسول اکرم ﷺ سے اللہ کی محبت کے بغیر محبت کرے گا اس کے لئے شفاعت کا اذن نہیں دیا جائے گا)۔

متعدد صحیح احادیث میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ محبت کو واجب اور لازم قرار دیا گیا ہے۔حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ"[۴۱]

"(تم میں سے کوئی شخص مومن نہ ہو گا جب تک میں اسے اس کی اولاد، والد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔)"

حضرت عمر فرماتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ سے فرمانے لگے یا رسول اللہ! ﷺ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنی جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

(لَنْ يُؤْمِنَ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ) فَقَالَ عُمَرُ: وَالَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي الَّتِي بَيْنَ جَنْبَيَّ فَقَالَ له النبي صلى الله عليه وسلم (الآنَ يَا عُمَرُ)"[۴۲]

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں، حضرت عمر نے عرض کیا کہ بخدا! اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں، نبی علیہ السلام نے فرمایا عمر! اب بات بنی۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

'' ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا...''[۴۳]

(تین باتیں جس کسی میں ہونگیں وہ ایمان کی مٹھاس پائے گا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ اس کے نزدیک ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں۔)

ان احادیث مبارکہ میں ایمان والے کے لئے اللہ کے رسول ﷺ کی احبیّت یعنی سب سے زیادہ محبوب ہونے کو لازم قرار دیا گیا ہے۔ درج بالا احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عمومی طور پر رسول ﷺ کی محبت کے دو درجات ہیں:

(۱) ادنیٰ درجہ (۲) اعلیٰ اور کامل درجہ

(۱) محبت کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے نفسِ محبت ہو اس لئے کہ جس شخص کے دل میں رسول اکرم ﷺ کے لئے مطلّقاً محبت موجود نہیں ہے وہ نفسِ ایمان سے محروم ہے۔

(۲) محبت کا دوسرا درجہ کمالِ محبت رسول ﷺ ہے جس کا ذکر حضرت عمر رضی اللہ والی حدیث میں ہو چکا ہے، اس لئے جس شخص کے دل میں کمال محبت رسول ﷺ نہیں ہے وہ کمال ایمان کی سعادت سے محروم ہے۔

اس تحقیق کی بنیاد قرآن وحدیث ہے جس کی تائید درج ذیل علماء کرام کے ان اقوال سے بھی ہوتی ہے:

(الف) ابن بطالؒ شرح بخاری میں فرماتے ہیں:

"أن من استكمل الإيمان علم أن حق الرسول وفضله آكد عليه من حق أبيه وابنه والناس أجمعين ...".[۴۴]

(حدیث کا معنی یہ ہے کہ جس کا ایمان مکمل ہو جائے وہ جان لے گا کہ نبی کریم ﷺ کا حق اس کے باپ بیٹوں اور تمام لوگوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کے ذریعہ سے اللہ نے امت کو آگ سے آزاد کر دیا اور انہیں گمراہی سے ہدایت دی۔)

(ب) امام قرطبیؒ المفہم میں اس کی تشریح یوں کرتے ہیں:

"إنَّ كلَّ مَنْ صدَّق بالنبيِّ صلى الله عليه وسلم ،وآمَنَ به إيمانًا صحيحًا،لم يَخْلُ عن وِجْدَانِ شيءٍ من تلك المحبَّة الراجحةِ للنبيِّ. صلى الله عليه وسلم ؛ غير أنَّهم في ذلك متفاوتون: فمنهم: مَنْ أخذ من تلك الأرجحيّةِ بالحظِّ الأوفى؛... ومن المؤمنين:من يكونُ مستغرقًا بالشهواتْ... ذَهَابُ أصلِ تلك المحبَّة ،حتى لا يوجَدَ منها حَبَّةٌ"[۴۵]

(جس کسی نے بھی حضور ﷺ کی تصدیق کی اور آپ ﷺ پر صحیح ایمان لایا وہ اپنے دل میں رسول اکرم ﷺ کی محبت کو ہر دوسری محبت پر راجح اور غالب پاتا ہے لیکن اس میں ان کے درجات مختلف ہیں۔ بعض اہل ایمان کو آپ ﷺ کی محبت کا پورا پورا حصہ ملا ہوتا ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ اور بعض اہل ایمان ایسے ہوتے ہیں جو شہوات اور ملذّات میں غرق ہوتے ہیں اور اکثر اوقات غفلت کے پردے پڑے ہونے کی وجہ سے ان کی بدترین حالت ہوتی ہے لیکن انہیں بھی جب آپ ﷺ کی یاد دلائی جائے یا آپ ﷺ کے کچھ فضائل ذکر کیے جائیں تو وہ بھی آپ ﷺ کی یاد کے لیے مچل جاتے ہیں اور ان میں آپ ﷺ کے دیدار کی ایسی تڑپ پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ اس کے لئے بلکہ آپ ﷺ کے روضہ مبارکہ اور آپ ﷺ کے آثار مبارکہ کو دیکھنے کے لئے اپنا مال، اہل وعیال، ماں باپ سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ ان کے دلوں میں یہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ بلاشبہ اس کو محسوس کرتے ہیں لیکن شہوات کے غلبہ

اور مسلسل غفلت کی وجہ سے بہت جلد یہ کیفیت زائل ہو جاتی ہے۔ محبت کی ایسی کیفیت رکھنے والے پر ڈر اور اندیشہ ہی رہتا ہے کہ کہیں غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے اصل محبت ہی زائل ہو کر اس کا ایک دانہ بھی باقی نہ رہے)۔

(ج) علامہ ابنِ حجر عسقلانیؒ احبیّت (یعنی سب سے بڑھ کر محبت کرنا) کو آپ ﷺ کی خصوصیت بتاتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"وَإِنْ كَانَتْ مَحَبَّةُ جَمِيعِ الرُّسُلِ مِنَ الْإِيمَانِ لَكِنَّ الْأَحَبِّيَّةَ مُخْتَصَّةٌ بِسَيِّدِنَا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"[46]

(اگرچہ تمام انبیاء کرام سے محبت کرنا ایمان کا تقاضا ہے لیکن احبیّت صرف ہمارے آقا ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے)

(د) قاضی عیاض إِكمَالُ المُعْلِمِ بِفَوَائِدِ مُسْلِمِ شرح صحیح مسلم میں تحریر کرتے ہیں:

"تبين أن حقيقة الإيمان لا تتم إلا بذلك، ولا يصحُّ الإيمان إلا بتحقيق إنافة (إعلاء) قدر النبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ومنزلته على كل والد وولد، ومحسن ومُفْضِلٍ، ومن لم يعتقد هذا واعتقد سواه فليس بمؤمن."[47]

(یہ واضح ہو گیا کہ حضور ﷺ کی محبت کے بغیر ایمان کی حقیقت مکمل نہیں ہوتی اور ایمان اس وقت تک ثابت ہی نہیں ہوتا جب تک حضور ﷺ کی قدر و منزلت کو اپنے والدین، اولاد اور احسان و مہربانی کرنے والوں سے بڑھ کر نہ مانا جائے، جس نے یہ اعتقاد نہ رکھا اور اس کے علاوہ کوئی اعتقاد رکھا تو وہ مؤمن نہیں ہے۔)

آیاتِ قرآنیہ، احادیث مبارکہ اور علماء کرام کی تصریحات سے یہ امر واضح ہو گیا کہ اس پر اجماع امت ہے کہ محمد رسول انور ﷺ کی محبت کے بغیر انسان ایمان کی نعمت سے محروم ہے اور جس کے دل میں کامل محبت نہیں اسے کامل ایمان کی سعادت نصیب نہیں چنانچہ رسول انور ﷺ سے محبت کرنا آپ ﷺ کے حقوق میں سے اہم ترین حق ہے۔

مطلب دوم: رسول انور ﷺ کی عقیدت و محبت کا صلہ

محبت دل کا عمل ہے اور اس پر اللہ بے حساب اجر و ثواب عنایت فرماتے ہیں جس پر قرآن و حدیث کے کئی نصوص شاہد ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اکرم ﷺ قیامت کب قائم ہو گی؟ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا: میرے پاس اس کے لئے نہ تو نمازوں کا ذخیرہ ہے اور نہ روزوں کا اور نہ ہی صدقہ، لیکن اس تہی دامنی کے باوجود ایک چیز میرے پاس ایسی ہے جس کو میں نہایت اہم خیال کرتا ہوں، وہ یہ کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذات سے محبت رکھتا ہوں۔ اس کی یہ بات سن کر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: " أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ"[48] (تو ان کے ساتھ ہے جن سے تو محبت رکھتا ہے۔)

اس حدیث مبارک میں آپ ﷺ نے اللہ و رسول کی محبت پر جنت میں اپنی معیت کی خوشخبری سنائی ہے۔

شعبی ابن عباس ؓ سے فرماتے ہیں کہ: ایک انصاری شخص نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کی ذات گرامی مجھے اپنے اہل خانہ اور مال و دولت سے زیادہ عزیز ہے۔ جب بھی آپ کی یاد ستاتی ہے اور میں بے چین

ہو جاتا ہوں تو آکر چہرہ مبارک دیکھ کر قلب مضطر کو تسکین دے دیتا ہوں، لیکن دل میں ایک خیال کھٹکتا ہے کہ مرنے کے بعد یہ کیسے ہو گا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو جنت کی اعلیٰ منازل میں ہوں گے اور میں نہ معلوم کہاں ہوں گا اور میرے لیے یہ ممکن نہ ہو گا کہ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہو سکوں۔ اس پر اللہ کی طرف سے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا﴾[۴۹]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بلا کر یہ آیت سنائی۔[۵۰]

(اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا فرمانبردار ہو تو ایسے لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا جو نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحوں میں سے ہیں، اور یہ رفیق کیسے اچھے ہیں۔)

حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسنین کریمین کے ہاتھ اپنے دست مبارک میں لے کر فرمایا:

(مَنْ أَحَبَّنِي وَأَحَبَّ هذَيْنِ وَأَبَاهُمَا وَأُمَّهُمَا كَانَ مَعِي فِي دَرَجَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)[۵۱]

(جو مجھ سے میرے ان دونوں فرزندوں اور ان کے والدین سے محبت کرے گا وہ قیامت کے دن میرے ساتھ جنت کے اس درجہ میں رکھا جائے گا جہاں میں ہوں گا۔)

مطلب سوم: سلف صالحین اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے حوالے سے ہمیں سلف صالحین کے بہت سارے اقوال اور آثار ملتے ہیں، قاضی عیاض نے ان کی اہمیت کی وجہ سے باقاعدہ ایک فصل قائم کی ہے جس کا عنوان ہے: "فصل فِيمَا رُوِيَ عَنِ السلف والأئمة من محبتهم للنبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وشوقهم له"، یہاں چند اہم واقعات ذکر کئے جاتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا وظیفہ تین ہزار اور حضرت اسامہ بن زید کا تین ہزار پانچ سو مقرر فرمایا اس پر حضرت عبداللہ نے اپنے والد بزرگوار سے عرض کیا کہ انہوں نے کسی جنگ وغیرہ کے موقعہ میں مجھ پر سبقت نہیں کی ہے لہٰذا ان کے وظیفہ میں زیادتی کی وجہ کیا ہے؟ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"لِأَنَّ زَيْدًا كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّه صَلَّى اللَّه عَلَيْه وَسَلَّم من أبيك وَأُسَامة أَحَبّ إِلَيْه منْك فَآثَرْت حُبّ رَسُول اللَّه صَلَّى اللَّه عَلَيْه وَسَلَّم عَلَى حُبِّي"

اس لئے کہ ان کے والد زید رضی اللہ عنہ کو بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں زیادہ منزلت حاصل تھی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمہارے باپ سے زیادہ محبوب تھے اور اسی طرح اسامہ رضی اللہ عنہ بھی تم سے زیادہ محبوب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے یہی وجہ ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب کو اپنے محبوب (اشارہ اپنے بیٹے کی جانب ہے) پر ترجیح دی ہے)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت

حضرت علیؓ سے دریافت کیا گیا کہ آپ حضرات کو حضور ﷺ سے کتنی محبت و عقیدت تھی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''كَانَ والله أَحَبَّ إِلَيْنَا من أَمْوَالِنَا وَأَوْلادِنَا وَآبَائِنَا وأُمَّهَاتِنَا وَمِنَ الماءِ الْبَارِدِ عَلَى الظَّمَإِ.''[۵۳]

(حضور ﷺ ہمیں اپنے، مال، آل اولاد، ماں باپ سے زیادہ محبوب و عزیز تھے یا اس کو اس طرح سمجھیں کہ پیاسے آدمی کو شدید پیاس میں جس طرح ٹھنڈا پانی محبوب ہوتا ہے ہمیں حضور ﷺ اس سے بھی زیادہ محبوب تھے۔)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ کی محبت رسول ﷺ

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ[۵۴] فرماتے ہیں:

''وما كان أحد أحب إلي من رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا أجل في عيني منه وما كنت أطيق أن أملأ عيني منه إجلالا له، ولو سئلت أن أصفه ما أطقت، لِأَنِّي لَمْ أَكُنْ أَمْلَأُ عَيْنَيَّ مِنْهُ.''[۵۵]

(حضور ﷺ سے بڑھ کر اور کوئی مجھے محبوب نہ تھا اور نہ ہی میری آنکھوں میں کوئی عظیم تر تھا، میں عظمت و جلال کی وجہ سے آنکھ بھر کر آپ ﷺ کو نہیں دیکھ سکتا تھا... یہ جذبات عقیدت اس شخص کے ہیں جو خود جاہلیت اور اسلام دونوں میں عظیم لیڈر رہا ہے اور اسے دُہاۃ العرب میں شمار کیا جاتا ہے۔)

عامر بن عبداللہ بن زبیرؒ کی ذکر رسول ﷺ کے وقت کیفیت

''وَلَقَدْ كُنْتُ آتِي عَامِرَ بن عَبْد الله بن الزُّبَيْرِ فَإِذَا ذُكِرَ عِنْدَهُ النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكى حَتَّى لَا يَبْقَى فِي عَيْنَيْه دُمُوعٌ،''[۵۶]

(امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ میرا عامر بن عبداللہ بن زبیر کے پاس بہت آنا جانا تھا میں نے اکثر دیکھا کہ جب بھی ان کے سامنے آپ ﷺ کا تذکرہ ہوتا تو ان پر گریہ طاری ہو جاتا، یہاں تک کہ کثرت گریہ سے ان کی آنکھوں کے آنسو خشک ہو جاتے تھے۔)

محمد بن سیرینؒ اور امام مالکؒ کی حدیث رسول ﷺ کے وقت کیفیت

''وَرُوِيَ عَنْ مُحَمَّدِ بن سِيرِينَ أَنَّهُ قَدْ يَكُون يَضْحَكُ فَإِذَا ذُكِرَ عِنْدَهُ حَدِيث النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَشَعَ. وَقَالَ أَبُو مُصْعَب كَانَ مَالِكُ بن أَنَسٍ لَا يُحَدِّثُ بِحَدِيث رَسُول اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا وَهُوَ عَلَى وُضُوءٍ إِجْلَالًا لَهُ''[۵۷]

(محمد بن سیرینؒ انتہائی شگفتہ طبیعت کے مالک تھے بعض اوقات ان کی محفل کشتِ زعفران بن جاتی، لیکن اس وقت بھی اگر کوئی حدیث بیان کر دیتا تو ان کی حالت ہی بدل جاتی اور وہ سراپا عجز و انکسار ہوتے۔ ابو مصعبؒ نقل کرتے ہیں کہ امام مالک کا معمول تھا کہ وہ ہمیشہ حدیث نبوی ﷺ کی تعظیم کے اظہار کے لئے پہلے وضو فرماتے، عمدہ لباس پہنتے اور پھر ادب سے بیٹھ کر حدیث رسول ﷺ بیان کرتے تھے۔)

ان اقوال و آثار سے ہمیں بخوبی یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ عظام کو رسول اکرم ﷺ سے کس قدر محبت اور جذباتی تعلق تھا جس کی وجہ سے وہ ہر اس چیز کو بھی محبوب رکھتے تھے جو آپ ﷺ کی ذات گرامی سے

منسوب ہو اور آپ ﷺ کی ہر ہر ادا کو اپنانے کی کوشش کرتے تھے۔ صحابہ کرام کو اپنی مسرت کے مقابلہ میں حضور ﷺ کی خوشنودی زیادہ عزیز تھی اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجھے آپ کے اسلام لانے سے جتنی مسرت ہوئی ہے اتنی اپنے والد (خطاب) کے اسلام لانے سے نہ ہوتی کیونکہ آپ کے اسلام لانے سے حضور ﷺ کو مسرت حاصل ہوئی ہے۔ [۵۸]

مبحث سوم: اسباب ودواعی اور علامات محبت رسول ﷺ

اس مبحث کو دو ذیلی مطالب میں تقسیم کیا گیا ہے:

مطلب اول: اسباب ودواعی محبت رسول ﷺ

اسباب محبت رسول ﷺ

انسان کی فطرت ہے کہ اس کے دل کا میلان ان تین چیزوں کی وجہ سے ہوتا ہے (ا) جمال (۲) کمال (۳) نوال وعطا۔ اگر فطرت سلیمہ ہے اور اپنی اصل کے مطابق ہے، خارجی اسباب کی وجہ سے اس میں کوئی تغیر اور تبدل نہیں ہوا تو لازمی طور پر وہ ان تینوں چیزوں: جمال، کمال اور نوال یعنی جود وسخا کو جہاں پائے گی ان سے محبت کرے گی، لیکن انسان کی فطرت میں اگر کسی خارجی سبب سے فساد پیدا ہو گیا ہے اور وہ اپنی اصل کے مطابق نہیں رہی تو اس صورت میں وہ ان چیزوں سے بھی محبت کرنے لگتی ہے جو نفرت کے قابل ہیں۔

قاضی عیاضؒ محبت کے اسباب وعلل بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

''وَحَقِيقَةُ المحبَّةِ الميْلُ إلى مَا يُوَافِقُ الْإِنْسَانَ وَتَكُونُ مُوَافَقَتُهُ لَهُ إِمَّا لاسْتِلْذَاذِهِ بِإِدْرَاكِهِ كَحُبّ الصُّوَرِ الجَمِيلَةِ وَالْأَصْوَاتِ الْحَسَنَةِ وأشْبَاهِهَا مِمَّا كُلُّ طَبْعٍ سَلِيمٍ مَائِلٌ إِلَيْهَا لِمُوَافَقتِهَا لَهُ، أَوْ لاسْتِلْذَاذِهِ بِإِدْرَاكِهِ بِحَاسَّةِ عَقْلِهِ وَقَلْبِهِ مَعَانِيَ بَاطِنَةً شَرِيفَةً كَحُبّ الصَّالِحِينَ وَالعُلَمَاءِ ... فَإِذَا تَقَرَّرَ لَكَ هَذَا نَظَرْتَ هَذِهِ الْأَسْبَابَ كُلَّهَا فِي حَقِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلِمْتَ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَامِعٌ لِهَذِهِ المعَانِي الثَّلَاثَةِ الموجِبَةِ للمحبة.'' [۵۹]

(محبت حقیقت میں کسی چیز کی طرف دل کے اس میلان کو کہا جاتا ہے جو انسان کے مطابق و موافق ہو۔ یہ موافقت یا تو اس لئے ہے کہ (ا) دل (حواس خمسہ کے ذریعہ) اس کے ادراک سے لذت حاصل کرتا ہے جیسے حسین صورت کو دیکھنا اور حسین آواز کا سننا یا مزیدار کھانے پینے کی چیزوں وغیرہ سے رغبت رکھنا کیونکہ ہر طبع سلیم ان کی جانب فطرت انسانی کی وجہ سے مائل ہوتی ہے۔

(۲) یا یہ مطابقت و موافقت اس لئے ہوتی ہے کہ وہ حاسۂ عقل و قلب کے ذریعہ سے اعلیٰ واشرف معانی و مطالب کا ادراک کرتا ہے اور اس سے لذت حاصل کرتا ہے جیسے صالحین، علماء عارفین کی محبت اور ان کے فرمودات وارشادات سے محبت والفت اور ان پر عمل کا جذبہ رکھنا کیونکہ فطرت انسانی ایسے لوگوں سے محبت والفت کی جانب خود بخود مائل ہو جاتی ہے بلکہ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان میں سے کسی ایک طبقہ یا جماعت سے محبت دوسرے طبقہ یا جماعت سے نفرت اور تعصب کی وجہ بن جاتی ہے اور نوبت ترک وطن اور دوسروں کی جان ومال کی توہین، ضائع کرنے اور خونریزی تک پہنچ جاتی ہے۔

(۳) یا یہ مطابقت و مواقفت اور انسان کا کسی کو محبوب رکھنا اس بناء پر بھی ہوتا ہے کہ اس (محبوب) نے محب (محبت کرنے والے) پر احسان کیا ہوتا ہے، جس کی وجہ سے میلان طبع اس محسن کی جانب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ عین فطرت انسانی کے مطابق ہے کہ انسان احسان اور حسن سلوک سے متاثر ہو کر دوسروں کا گرویدہ اور ان کی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ مذکورہ بالا تینوں اسباب و علل کی روشنی میں ذات نبوی ﷺ کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس میں وہ تمام صفات و کیفیات جمع اور موجود ہیں ہے جو محبت کے موجب اور سبب و علت ہیں۔)

ان دلائل سے یہ بات واضح ہو گئی کہ حضور ﷺ ہی کی وہ ذات ہے جو شرعاً محبت کی حقدار ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ ہی کی وہ ذاتِ گرامی ہے جو عادتاً اور طبعاً بھی محبت کے لائق ہے کیونکہ آپ ﷺ کے احسانات اور مہربانیاں بے شمار اور سب پر فائق اور آپ ﷺ کا حسن سلوک سب کو شامل ہے۔ دنیا کا عام اصول یہ ہے کہ اگر کسی شخص پر کوئی ایک یا دو مرتبہ احسان کرتا ہے تو وہ اس کا غلام بن جاتا ہے یا کوئی کسی کو ہلاکت یا نقصان سے محفوظ کرتا ہے تو وہ اس کا ممنون و احسان مند ہو جاتا ہے حالانکہ یہ ہلاکت و نقصان عارضی ہوتے ہیں لیکن وہ ذات گرامی جن کے احسانات دائمی ہیں اور جس نے انسانیت کو ابدی ہلاکت سے محفوظ فرمایا وہی اصل محبت والفت کے لائق ہے اور وہ عظیم شخصیت محسن انسانیت سرکار دو عالم ﷺ ہی کی ہے۔ ہم اپنی دنیاوی زندگی میں روز اس کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ انسان اس حاکم سے جو خوش اخلاق محسن اور جذبہ خدمت رکھتا ہو رجوع کرتا ہے اور اس کا رطب اللسان رہتا ہے اسی طرح وہ منصف قاضی یا جج جو اپنے علم و فضل کے ساتھ درست فیصلے بھی کرتا ہے اس کی ہر شخص تعریف و توصیف کرتا ہے اور اس کے کارناموں کی داد دیتا ہے ۔تو وہ سید المرسلین جو تمام اوصاف کے حامل ہیں جن میں تمام خصائل و اوصاف جمیلہ ظاہری و باطنی بدرجہ اتم موجود ہیں وہ کیونکر محبت کے قابل نہ ہوں گے۔ حضرت علی آپ ﷺ کے حسن و جمال اور کمالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" مَنْ رَآهُ بَدِيهَةً هَابَهُ، وَمَنْ خَالَطَهُ مَعْرِفَةً أَحَبَّهُ، يَقُولُ نَاعِتُهُ: لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"[۶۰]

"جو شخص حضور ﷺ کو پہلے پہل دیکھتا تو وہ حضور ﷺ کی شخصیت سے مرعوب ہو کر مبہوت ہو جاتا لیکن جب آپ ﷺ سے مانوس ہوتا تو وہ گرویدہ اور فدائی ہو جاتا، آپ ﷺ کا وصف بیان کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے آپ ﷺ جیسا آپ ﷺ سے پہلے یا بعد میں کوئی نہیں دیکھا۔

دواعی محبت رسول ﷺ

رسول اکرم ﷺ سے محبت کے دواعی بے شمار ہیں جن میں سے پانچ کا یہاں اختصاراً تذکرہ کیا جاتا ہے:

سب سے پہلا داعیہ تو یہ ہے کہ مسلمان کو سب سے زیادہ اور حقیقی محبت اللہ کی ذات گرامی سے ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾[۶۱] (اور جو لوگ واقعتاً صاحب ایمان ہوتے ہیں ان کی شدید ترین محبت اللہ کے ساتھ ہوتی ہے۔)

جب کہ رسول انور ﷺ اللہ کے محبوب ہیں جن سے محبت کرنے کا حکم اللہ نے دیا ہے اور عام قاعدہ ہے کہ محبوب کا محبوب محبوب ہوتا ہے اس لیے رسول اکرم ﷺ سے محبت ایمان کی پہلی سیڑھی، تمہید اور بنیادی رکن ہے۔ یاد

رہے کہ محبت اطاعت اور اتباع کے علاوہ ایک اضافی امر ہے جو ان کے لئے بمنزلہ دافع اور باعث ہے اور رسول اکرم ﷺ سے قلبی اور جذباتی تعلق کا مظہر ہے۔

دوسرا داعیہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ذات گرامی ہی ہادی انسانیت ہے جن کے طفیل اللہ نے ہمیں کفر و شرک اور فسق و فجور سے نکال کر ایمان وہدایت کے نور سے منور کیا۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ﴾ [۶۲]

(وہی ہے جس نے امی لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول کو بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتوں کی تلاوت کریں اور ان کو پاکیزہ بنائیں اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیں، جب کہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔)

۳- تیسرا داعیہ یہ ہے کہ امت مسلمہ پر سب سے زیادہ احسانات رسول اکرم ﷺ کے ہیں اور محسن کا شکریہ اور اس سے محبت واجب ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے:

"إِنَّ اللهَ لَمْ يُحَرِّمْ حُرْمَةً إِلَّا وَقَدْ عَلِمَ أَنَّهُ سَيَطَّلِعُهَا مِنْكُمْ مُطَّلِعٌ، أَلَا وَإِنِّي آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ أَنْ تَهَافَتُوا فِي النَّارِكَتَهَافُتِ الْفَرَاشِ، أَوِالذُّبَابِ". [۶۳]

(اللہ نے جس چیز کو بھی حرام قرار دیا ہے، وہ جانتا ہے کہ اسے تم میں سے جھانک کر (اس گناہ کو) دیکھنے والے دیکھیں گے (یعنی اس کا ارتکاب کریں گے)، آگاہ رہو کہ میں تمہیں جہنم کی آگ میں گرنے سے بچانے کے لئے تمہاری کمر سے پکڑ کر کھینچ رہا ہوں اور تم اس میں ایسے گر رہے ہو جیسے پروانے گرتے ہیں یا مکھی۔)

۴- چوتھا داعیہ یہ ہے کہ آپ ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں ارشاد ربانی ہے: "وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ" [۶۴]

(اور (اے پیغمبر) ہم نے تمہیں سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے مشرکوں کے خلاف بددعا کے لئے عرض کیا گیا تو جواباً فرمایا:

"إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ لَعَّانًا وَإِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً". [۶۵]

(مجھے لعنت کرنے والا نہیں بنا کر بھیجا گیا بلکہ مجھے تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔)

۵- پانچواں داعیہ یہ ہے کہ محشر میں آپ ﷺ ہماری شفاعت فرمائیں گے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول انور ﷺ نے فرمایا:

"أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ" [۶۶]

(قیامت کے دن میں حضرت آدم کی اولاد کا سردار ہوں گا اور سب سے پہلے میری قبر کھلے گی اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔)

مطلب دوم: محبتِ رسول ﷺ کی علامات اور تقاضے

محبت اگرچہ قلبی چیز ہے لیکن اس کے اثرات انسان کے اعضاء وجوارح پر بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ چونکہ رسول اکرم ﷺ سے اظہار محبت میں لوگ عام طور پر زبانی جمع خرچ یا دعوؤں اور نعروں سے کام لیتے ہیں اور کچھ لوگ اس کی آڑ میں

مختلف قسم کی بدعات اور غلو آمیز حرکتوں کے مرتکب ہوتے ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ محبت رسول ﷺ کے دعوے کی اصل حقیقت معلوم کرنے کے لیے کچھ علامات، شواہد اور واضح تقاضے معلوم کئے جائیں تاکہ محبت صادقہ اور محبت کاذبہ کے درمیان امتیاز کرنا آسان ہو۔ اسی اہمیت کے پیشِ نظر قاضی عیاض نے بھی بڑی تفصیل کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے۔ ذیل میں رسول انور ﷺ کی محبت کی چند واضح علامات اور روشن تقاضے باختصار ذکر کیے جاتے ہیں۔

رسول انور ﷺ سے محبت کی پہچان اور علامات

قاضی عیاض فرماتے ہیں یہ معروف بات ہے کہ جو شخص جس سے محبت کرتا ہے اس کے نزدیک اپنے محبوب کی ذات اور اس کی مرضی اور چاہت سب سے زیادہ عزیز اور مقدم ہوتی ہے ورنہ وہ اپنے دعوائے محبت میں صادق اور سچا نہیں سمجھا جاتا، اس لئے بلا تمثیل و تشبیہ جو حضور ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے لیکن اتباع نبوی ﷺ نہیں کرتا تو وہ اپنے دعویٰ محبت میں صادق نہیں ہے؛ کیونکہ محبت رسول ﷺ کے لیے سب سے پہلی شرط اور معیار اتباع اور اطاعت رسول ﷺ ہی ہے۔

ذیل میں اختصار کے ساتھ محبت رسول ﷺ کی چند علامات ذکر کی جاتی ہیں جن میں سے اکثر قاضی عیاض نے خود ذکر کی ہیں:

رسول اکرم ﷺ کی اتباع اور سنت کی پیروی کرنا۔
رسول اکرم ﷺ کی شریعت کو اپنی خواہشات پر ترجیح دینا۔
رسول اکرم ﷺ کا کثرت سے ذکر کرنا اور درود شریف بھیجنا۔
رسول اکرم ﷺ کے دیدار کا اشتیاق ہونا۔
رسول اکرم ﷺ کا اور آپ ﷺ کی حدیث کی تعظیم و توقیر کرنا۔
رسول اکرم ﷺ کو جس سے محبت ہو اس سے محبت رکھنا۔
رسول اکرم ﷺ کو جس سے نفرت ہو اس سے نفرت رکھنا۔
قرآن کریم اور اس کی تلاوت سے محبت کرنا۔
اللہ، اس کے رسول اور اہل ایمان کے لیے ناصح اور مخلص ہونا۔
زھد اور فقر اختیار کرنا۔
رسول اکرم ﷺ کی محبت میں افراط و تفریط اور غلو سے بچنا۔
مخلوق خدا کی خدمت کرنا۔[۶۷]

رسول اکرم ﷺ سے محبت کے تقاضے

رسول اکرم ﷺ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان ہر اس چیز کو محبوب رکھے جسے اللہ کے رسول ﷺ محبوب رکھتے تھے اور آپ ﷺ کے حکم کو ہر حکم پر مقدم رکھے۔ اس کا صحیح علم اور امتحان اس وقت ہوتا ہے جب نفس کی خواہشات، مرضیات اور مرغوبات (Demands) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم سے متصادم ہو جائیں اور ٹکرا جائیں تو اب یہ

انسان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم اور چاہت کو ترجیح دیتا ہے یا اپنے نفس اور پیاروں کی خواہشات اور مطالبات کو، مثال کے طور پر ایک آدمی کے بیوی بچوں کی فرمائش جائز اور حلال آمدنی کے ذرائع سے پوری نہیں ہوتی تو وہ اسے پورا کرنے کے لئے دھوکہ، رشوت یا حرام ذرائع کا سہارا لیتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ عملاً اس شخص نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کو پسِ پشت ڈال دیا، اپنی اور اپنے پیاروں کی چاہت اور فرمائشوں کو ترجیح دی، گویا وہ اپنے عمل سے یہ ثابت کر رہا ہے کہ اس کے نزدیک محبوب ترین چیز ان خواہشات اور فرمائشوں کی تکمیل ہے نہ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام اور یہی در اصل ایمان، اللہ اور رسول انور ﷺ سے محبت کا امتحان اور آزمائش ہے، جس سے ہمیں دن رات میں کئی بار واسطہ پڑتا ہے۔ارشاد ربانی ہے:

'' أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوَاهُ''[٦٨]

(بھلا بتاؤ جس شخص نے اپنا خدا اپنی نفسانی خواہش کو بنالیا ہو، تو (اے پیغمبر) کیا تم اس کی ذمہ داری لے سکتے ہو؟)

گویا اللہ کے حکم کے مقابلے میں اپنے نفس کی خواہشات کو ترجیح دینا اسے خدا ہی تو بنانا ہے یہ بھی کوئی بندگی و عبادت ہے کہ سجدہ تو اللہ کے حضور کرے اور حکم نفس کا یا غیر اللہ کا مانے، یہ معبود بنانا نہیں تو اور کیا ہے۔ معبودانِ باطلہ کا صرف زبانی اور لفظی انکار حقیقت ایمان اور کمال ایمان کے لیے کافی نہیں ہے بلکہ اللہ کے احکام کے مقابل ان کی ترجیحات کو ٹھکرانا پڑتا ہے، جب باطل کے مقابل ایمان کے تقاضے سر بلند رکھے جائیں تو دعوائے ایمان اور محبت صرف اسی صورت میں سچا ثابت ہوتا ہے، اسی حقیقت کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے نے یوں بیان فرمایا ہے:

﴿أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾[٦٩]

(بھلا کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تمہیں یونہی چھوڑ دیا جائے گا، حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ تم میں سے کون لوگ جہاد کرتے ہیں، اور اللہ، اس کے رسول اور مؤمنوں کے سوا کسی اور کو خصوصی رازدار نہیں بناتے؟ اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔)"

اس آیت کریمہ اور سورہ توبہ کی آیت نمبر ۲۴ میں باری تعالیٰ نے سیاق کلام میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی کمال محبوبیت اور احبّیت کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کا ذکر فرما کر یہ واضح فرمادیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کی منزل اتنی آسان نہیں۔ یہ معراج صبر، عزیمت اور استقلال و استقامت کے جادۂ مستقیم پر گامزن رہنے والوں کو نصیب ہوتی ہے۔

رسول اکرم ﷺ سے محبت کا دوسرا تقاضا یہ ہے کہ مؤمن اپنے قول و فعل کے ذریعے ہر اس چیز سے بیزاری کا اظہار کرے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہے۔ جس طرح دنیاوی امور و معاملات میں Counter Check یعنی مخالف جانب سے کسی چیز کی حقیقت، فعالیت اور کارکردگی کو جانچنے کا انتظام ہوتا ہے، اسی

طرح قرآن کریم نے ایمان، اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کو جانچنے کے لیے بھی یہ معیار اور کسوٹی قائم کر رکھی ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ﴾ [۷۰]

(جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اللہ اور آخرت کے دن پر، ان کو تم ایسا نہیں پاؤ گے کہ وہ ان سے دوستی رکھتے ہوں، جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے، چاہے وہ ان کے باپ ہوں، یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے خاندان والے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کر دیا ہے، اور اپنی روح سے ان کی مدد کی ہے۔)

رسول انور ﷺ کی محبت کا مرکز و محور اللہ کی ذاتِ اقدس ہے اور قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ کی محبوبیت کا شعار اور علامت اتباع رسول ﷺ کو قرار دیا ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ [۷۱]

"اے پیغمبر! لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خاطر تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ اور اللہ بہت معاف کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔"

اس لئے رسول انور ﷺ کی محبت کا تیسرا لازمی تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر اور اطاعت و اتباع کی جائے۔ کسی مسلمان کے دل میں اللہ کے رسول ﷺ کی محبت ہے یا نہیں، اسی طرح کم ہے یا زیادہ اسے صرف اور صرف اطاعتِ رسول اور اتباعِ رسول کی میزان اور کسوٹی پر ہی پرکھا جائے گا، فقط دعوائے محبت و عشق رسول کافی نہیں ہے۔ ہر دعویٰ دلیل کا متقاضی ہے اور حُبِ رسول ﷺ کی ظاہری دلیل اطاعت و اتباع رسول ہے۔

نتائج

(۱) حق مفرد ہے اور اس کی جمع حقوق اور حِقاق آتی ہے۔ حق سے مراد کسی فرد یا جماعت کا مقرر شدہ حصہ جو فریق ثانی یا معاشرے کے دیگر افراد کی طرف سے اسے ملنا چاہیے۔

(۲) شریعت اسلامیہ میں حقوق الرسول سے مراد: رسول انور ﷺ کی امتیازی شان و اوصاف کی وجہ سے وہ خصوصی احکام اور فرائض و ذمہ داریاں ہیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات اقدس کے حوالے سے مسلمانوں پر فرض فرمائی ہیں جیسے ایمان لانا۔

(۳) حقوق الرسول ﷺ انتہائی اہمیت کے حامل ہیں اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود اسے قرآن مجید میں واضح بیان فرمایا ہے۔

(۴) رسول اکرم ﷺ سے محبت کرنا رسول اکرم ﷺ کے حقوق میں سے اہم ترین اور بنیادی حق ہے۔

(۵) رسول اکرم ﷺ سے نفسِ محبت کا نہ ہونا (نعوذ باللہ) نفسِ ایمان سے محرومی ہے اور کمالِ محبت کا نہ ہونا کمالِ ایمان کی سعادت سے محرومی ہے۔

(۶) رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی میں محبت کے تمام اسباب و علل موجود ہیں جن کی وجہ سے آپ ﷺ سے محبت کی جاتی ہے۔
(۷) رسول اکرم ﷺ کی اطاعت واتباع آپ ﷺ سے محبت کی علامت ہے۔
(۸) رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی کو دنیا کی ہر چیز سے زیادہ عزیز و محبوب رکھناایک مسلمان پر فرض ہے۔
(۹) صلاۃ وسلام بھیجنا آپ ﷺ کے حقوق میں سے ہے اور اس کی کثرت آپ ﷺ سے محبت کا تقاضا ہے۔
(۱۰) رسول اکرم ﷺ سے محبت کا تقاضا ہے کہ ہر اس چیز کو محبوب رکھا جائے جسے نبی کریم ﷺ محبوب رکھتے تھے۔ جیسے اہل بیت عظام، صحابہ کرام، صالحین امت اور حرمین شریفین وغیرہ

سفارشات

(۱) حقوق الرسول ﷺ سے عام لوگوں کو روشناس کرانا چاہیے۔
(۲) حقوق الرسول ﷺ کا موضوع اسلامیات کی درسی نصابی کتب میں شامل کرنا چاہیے۔
(۳) حقوق الرسول ﷺ کے حوالے سے سیمینارز اور کانفرنسز وغیرہ منعقد کرانی چاہیے۔
(۴) مسلمانوں کے دلوں میں موجود حب رسول ﷺ کو صحیح رخ پر استوار کرنا چاہیے۔
(۵) بچوں کی تربیت رسول انور ﷺ کی سیرت کے مطابق کی جانی چاہیے۔
(۶) رسول انور ﷺ کی کامل محبت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے سعی اور کوشش کرنی چاہیے۔
(۷) رسول اکرم ﷺ سے اپنے ایمانی اور جذباتی تعلق اور عقیدت کو مضبوط کرنے کے لئے سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنا چاہیے۔
(۸) رسول اکرم ﷺ کی وجہ سے اہل بیت، صحابہ کرام، اولیائے عظام، علماء ملت اور صالحین سے حد درجہ محبت رکھنی چاہئے۔
(۹) رسول اکرم ﷺ کے حقوق کا تقاضا یہ ہے کہ امت میں اتحاد واتفاق کی کوشش کرنی چاہئے۔
(۱۰) ملک پاکستان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے عطا کردہ دین اسلام کی تنفیذ کے لئے معرض وجود میں آیا ہے، لہذا اس مملکت خداداد کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے میں ملک کے تمام طبقوں کو مل کر کوشش کرنی چاہئے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ ابن فارس، أحمد بن فارس بن زكرياء القزويني الرازي، أبو الحسين (المتوفى: 395ھ) مقاييس اللغة، دار الفكر، ج ۲، ص ۱۵

۲۔ لسان العرب، محمد بن مكرم بن على، أبو الفضل، جمال الدين ابن منظور الأنصاري الرويفعى الإفريقى (المتوفى: 711ھ)، دار صادر

بيروت، الثالثة-1414ھ، جزء 10، ص 51۔

۳۔ ایضاً ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی، أبو الفضل، جمال الدین ابن منظور الأنصاري، الإفریقی، لسان العرب، دار صادر، بیروت، ج ۱۰، ص ۵۱

۴۔ سورۃ لذاریات 19:51

۵۔ القشیري، مسلم بن الحجاج، أبو الحسین، النیسابوري (المتوفی: 261ھ)، صحیح مسلم، دار احیاء التراث العربي، بیروت، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقي، ج ۱، ص ۱۷۰۵

۶۔ دیکھئے: ابراھیم مصطفی اور دیگر، المعجم الوسیط۔ دار الدعوۃ، مادۃ (الحق) ... والنصیب الواجب للفرد او الجماعۃ [ج]، ج ۱، ص ۱۸۸

۷۔ سورۃ الحجرات 1:49

۸۔ سورۃ الحجرات 2:49

۹۔ سورۃ الاحزاب 57:33

۱۰۔ سورۃ الحجرات 2:49

۱۱۔ سورۃ المجادلہ 12:58

۱۲۔ دیکھئے: الطبري، محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الآملي، أبو جعفر (المتوفی: 310ھ)، جامع البیان في تأویل القرآن، تحقیق: أحمد محمد شاکر، مؤسسۃ الرسالۃ، ج ۲۳، ص ۲۵۰

۱۳۔ ابن فارس، مقاییس اللغۃ، ج ۲، ص ۲۶

۱۴۔ قَالَ الأَزهري: حَبَّةُ القَلْب: هِيَ العَلَقَةُ السَّوْداء، الَّتِي تَكُونُ داخِلَ القَلْبِ. تشبيها بالحبّة في الهيئة ، يُقَالُ: أَصابَتْ فلانةُ حَبَّةَ قَلْبِ فُلان إِذَا شَعَفَ قَلْبَه حُبُّها. وَقَالَ أَبو عَمْرٍو: الحَبَّةُ وَسَطُ القَلْبِ. ابن منظور، لسان العرب، ج ۱، ص ۲۹۴

۱۵۔ لسان العرب، 290/1؛ النھایۃ في غریب الحدیث والأثر، 326/1؛ المعجم الوسیط۔ موافق للمطبوع، ج ۱، ص ۱۵۱

۱۶۔ ابن حجرؒ: ھو أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، صاحب فتح الباري۔ من أئمۃ العلم والتاریخ، ولد بالقاھرۃ سنۃ 773ھ، ولہ مؤلفات کثیرۃ. الأعلام، ج ۱، ص ۱۷۸

۱۷۔ ابن حجر، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، فتح الباري شرح صحیح البخاري، دار المعرفۃ۔ بیروت، ج ۱۰، ص ۴۶۳

۱۸۔ هذا البيت لشاعر اسمه محمد بن بختيار بن عبدالله البغدادي المولد ،الملقب و المعروف بالأبله البغدادي والأبله العراقي، وفیات الاعیان لابن خلکان 679، ونسبھا أیضا الصفدي في الوافي بالوفیات للشاعر نفسہ۔

۱۹۔ ابن قیمؒ الجوزیۃ، مدارج السالکین، ج ۲، ص ۹

۲۰۔ الراغب، الحسین بن محمد، ابو القاسم، المعروف بالراغب الأصفھانی، المفردات في غریب القرآن، دار القلم، الدار الشامیۃ، دمشق بیروت، ج ۱، ص ۲۱۴

۲۱۔ قاضي عياض بن موسى اليحصبي، أبو الفضل (المتوفى: 544ھ)،الشفا بتعريف حقوق المصطفى - وحاشية الشمني، دار الفكر، ج۲، ص۳۰

۲۲۔ ابن قيم الجوزية، محمد بن أبي بكر، (المتوفى: 751ھ) مدارج السالكين، تحقيق: محمد حامد الفقي، دار الكتاب العربي، بيروت، لبنان، ج۲، ص۱۱

۲۳۔ ابن قيم الجوزية (المتوفى: 751ھ)، روضة المحبين ونزهة المشتاقين، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، ص27

۲۴۔ ہجویریؒ، علی بن عثمان، ابوالحسن سید، کشف المحجوب، مترجم: ابوالحسنات سید محمد احمد قادریؒ مکتبہ شمس و قمر، لاہور، ص: 491

۲۵۔ سورۃ الانسان 8:76

۲۶۔ سورۃ الصف 13:61

۲۷۔ قاضی عیاضؒ، إكمال المعلم بفوائد مسلم شرح صحيح مسلم، باب وجوب محبة رسول الله صلى الله عليه وسلم إكثر... ،280/1-281

۲۸۔ دیکھیے: ابن تيمية، أحمد بن عبد الحليم، أبو العباس، تقي الدين، الحنبلي (المتوفى: 728ھ)، رسالة العبودية، ضمن مجموع فتاوى ابن تيمية، ج۱۰، ص۱۹۲

۲۹۔ سورۃ آل عمران 31:3

۳۰۔ قاضی عیاض، الشفا بتعريف حقوق المصطفى - وحاشية الشمني، ج۲، ص۹

۳۱۔ سورۃ المائدہ 54:5

۳۲۔ الراغب الأصفهانى، المفردات في غريب القرآن، تحقيق: صفوان عدنان الداودي، دار القلم، الدار الشامية، دمشق بيروت، ج۱، ص۲۱۵

۳۳۔ سورۃ الأحزاب 6:33

۳۴۔ سورۃ التوبۃ 24:9

۳۵۔ یہاں مکتبہ شاملہ میں میرے زیر استعمال نسخے کے اندر غلطی سے (وَوُجوب فرضا) تحریر ہے لیکن اصل عبارت ہے: (ووُجوب فرضھا) جو عامر الجزار کی تحقیق والے مطبوعہ نسخے، مطبعہ دار الحدیث، القاہرۃ، 2004م میں موجود ہے۔

۳۶۔ قاضی عیاض، الشفا بتعريف حقوق المصطفى - وحاشية الشمني، ج۲، ص۱۸

۳۷۔ سورۃ البقرۃ 165:2

۳۸۔ احبّت: اسم تفضیل کا صیغہ (Superlative Degree) ہے مراد ہے: سب سے زیادہ محبت کرنا

۳۹۔ سورۃ الزمر 44:39

۴۰۔ حقي، إسماعيل بن مصطفى الإستانبولي الحنفي الخلوتي , المولى أبو الفداء (المتوفى: 1127ھ)، روح البيان، دار الفكر – بيروت، ج۸، ص۱۱۷

۴۱۔ البخاري، محمد بن إسماعيل، أبوعبدالله الجعفي، صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة، ج۱، ص۱۲

۴۲۔ ابن حنبل، أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد، أبوعبدالله، الشيباني (المتوفى: 241ھ)، مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرناؤوط - عادل مرشد، وآخرون، 29/۵۸۳ حديث صحيح، ابن لهيعة- وإن كان سيئ الحفظ- قد توبع، وباقي رجاله ثقات رجال الصحيح. قال الخطابي في "إعلام الحديث" ۲۲۸۲/۴: حب الإنسان نفسه طبع، وحبه غيره اختيارٌ بتوسط الأسباب، وإنما إراد صلّى اللہُ عَلَيۡہِ وَسَلَّمَ بقوله لعمر حبَّ الاختيار، إذ لا سبيل إلى قلب الطباع وتغييرها عما جبلت عليه. وقال الحافظ في "الفتح" ۵۲۸/۱۱: فعلى هذا فجواب عمر أولاً كان بحسب الطبع، ثم تأمل فعرف بالاستدلال إن النبي صلّى اللہُ عَلَيۡہِ وَسَلَّمَ أحب إليه من نفسه لكونه السبب في نجاتها من المهلكات في الدنيا والأخرى، فأخبر بما اقتضاه الاختيار، ولذلك حصل الجواب بقوله: "الآن يا عمر"، أي: الآن عرفت.

۴۳۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب الایمان، 14/1؛ صحیح مسلم، ج۱، ص۴۸

۴۴۔ ابن بطال، علي بن خلف بن عبد الملك بن بطال،، أبو الحسن، البكري القرطبي، شرح صحیح البخاری، مكتبة الرشد، السعودية / الرياض، ج۱، ص۶۶

۴۵۔ دیکھیے: القرطبی، احمد بن أبي حفص عمر بن إبراهيم، أبو العبّاس، الحافظ، الأنصاريُّ القرطبيُّ، المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم، ج۱، ص۱۴۶

۴۶۔ ابن حجر، أبو الفضل العسقلاني، فتح الباري شرح صحيح البخاري، 1379، ج۱، ص۵۸

۴۷۔ قاضی عیاض، إكمال المعلم بفوائد مسلم 1/280-281 (قال الأبي (والأبي هو محمد بن خلف، لزم ابن عرفة زماناً، وتولى قضاء الجزيرة، توفى سنة ۸۲۸. أعلام المحدثين، وكتابه إكمال الإكمال وبهامشه مكمل الإكمال، طبع بدار السعادة بالقاهرة.): إن أراد بإنافة القدر الرفع في المنزلة، فمن لم يعتقد ذلك فليس بمؤمن – كما ذكر – .القرطبى، المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم ۱/۱۴۱ و مكمل الإكمال ۱/۱۴۶؛ شرح النووي على مسلم 16/2

۴۸۔ البخاری فی فضائل الصحابة، 3688؛ مسلم فی البر والصلة، 2639

۴۹۔ سورة النساء 69:4

۵۰۔ دیکھیے: الشفا بتعريف حقوق المصطفیٰ، ۲/ ۲۰؛ إخرجه البيهقي في شعب الإيمان (ص ۱۳) بتحقيق محمد بن عبد الوهاب العقيل، رسالة ماجستير في الجامعة الإسلامية. وقال الهيثمي في مجمع الزوائد: "رجاله رجال الصحيح غير عبد الله بن عمران العابدي وهو ثقة. ج۷، ص۷

۵۱۔ الترمذی فی المناقب، 2733؛ واحمد، ج۱، ص۷۷

۵۲۔ ایضاً، ج۲، ص۵۰

۵۳۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی، 22/2؛ المقریزی، تقی الدین احمد بن علی، إمتاع الأسماع بما للنبی من الأحوال والأموال والحفدة والمتاع، ج۱۳، ص۱۱۷

۵۴۔ هو عمرو بن العاص بن وائل القرشي السهمي أسلم قبل الفتح، أحد دهاة العرب في الإسلام، وأحد القادة الفاتحين، فتح مصر وكان أميرا عليها، توفي سنة43ھ؛الإصابة، ج۳، ص۲

۵۵۔ أخرجه مسلم في صحيحه، كتاب الإيمان: باب كون الإسلام يهدم ما قبله وكذا الهجره، 78/1؛ الشفا بتعریف حقوق المصطفی-وحاشية الشمني، ج۲، ص۲۲

۵۶۔ ایضاً، ج۲، ص۴۲

۵۷۔ ایضاً، ج۲، ص۴۴

۵۸۔ قاضی عیاض، الشفا بتعریف حقوق المصطفی-وحاشية الشمني، ج۲، ص۴۲

۵۹۔ ایضاً، ج۲، ص۳۹

۶۰۔ الترمذی، الشمائل المحمدية للترمذي ط المكتبة التجارية، ص:32؛ الشفا بتعریف حقوق المصطفی-وحاشية الشمني، ج۲، ص۳۱

۶۱۔ سورۃ البقرۃ 165:2

۶۲۔ سورۃ الجمعۃ 2:62

۶۳۔ ابن حنبل، مسند أحمد ط الرسالة (236/6)، قال شعيب الأرناؤوط: إسناده حسن. قوله: "سَيَطَّلِعُها"، بتشديد الطاء، إي: سيرتكبها مرتكب. بحُجَزِكم، بضم حاء، وفتح جيم، جمع حجزة، وہی معقد الإزار، إي: مانع لكم. إن تهافتوا: تسقطوا. قاله السندی.

۶۴۔ سورۃ الانبیاء 107:21

۶۵۔ القشيري، صحیح مسلم، ج۸، ص۲۴

۶۶۔ القشيري، صحیح مسلم، ج۷، ص۵۹

۶۷۔ قاضی عیاض، الشفا بتعریف حقوق المصطفی، 2/24-28

۶۸۔ سورۃ الفرقان 43:25

۶۹۔ سورۃ التوبۃ 9:16، 24

۷۰۔ سورۃ المجادلۃ 22:58

۷۱۔ سورۃ آل عمران 31:3